ڈاکٹر محمد جلال الدین
شعبۂ اردو، بی۔ این۔ کالج، پٹنہ یونیورسٹی

شجر کاری کی اہمیت اور فوائد

" The best friend on earth of the man is the tree. When we use the tree respectfully and economically, we have one of the greatest resources of the earth."

(Frank Lloyd Wright) ۱

امریکی ماہر ماحولیات (Ecologist) اور مفکر، فرینک لائڈ رائٹ کے مذکورہ قول پر اگر غور کریں تو یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ پیڑ انسان کے بہترین دوست ہیں اور یہ بے شمار فوائد پر مشتمل ہیں۔ ساتھ ہی اقتصادی اور ماحول دوست سرمایہ کاری کے لحاظ سے بھی یہ غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔ شجر کاری کے نتیجے میں حاصل ہونے والے نوع بہ نوع پھل، پھول، سبزیاں، ہزاروں اقسام کے پودے اور سیکڑوں جڑی بوٹیاں ہمارے جسمانی امراض کے خاتمے کے لیے اکسیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جدید سائنسی تحقیق کے مطابق شجر کاری کے کم و بیش ساٹھ مثبت فوائد دریافت کیے گئے ہیں، اور اگر ان پر عمل کیا جائے تو ملک و معاشرے میں بسنے والے انسان کی پچاس فیصد بیماریاں گھر بیٹھے بیٹھے ختم ہو سکتی ہیں۔ انسانوں کے لیے صاف ہوا کے علاوہ درخت ہر ایک کی زندگی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ نیز ماحول کو صاف رکھنے اور خوبصورتی بڑھانے میں بھی ان کا اہم رول ہے۔ یہ فضائی جراثیم اور زہریلے کیمیکلز کو اپنے اندر جذب کر کے ہمیں ایک صحت مند ماحول فراہم کرتے ہیں۔ پیڑ پودے طوفانوں کا زور کم کرنے کے ساتھ ساتھ آبی کٹاؤ کو روکتے ہیں اور آب و ہوا کے تناسب کو برقرار رکھتے ہیں۔ ماہر ماحولیات محمد اسرار الحق نے شجر کاری کے فوائد پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:

''پیڑ پودوں سے پورے ماحول میں توازن بنا رہتا ہے لیکن انسانی مداخلت کی وجہ سے یہ توازن خراب ہو سکتا ہے اور ہو بھی رہا ہے۔'' ۲

درخت انسانی زندگی میں مختلف پہلوؤں سے اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ درجۂ حرارت کو اعتدال و توازن بخشتے ہیں، یہ بھوک کے مارے ہوؤں کے لیے ممتا کا کردار ادا کرتے ہیں۔ کبھی تو یہ دوست بن جاتے ہیں تو کبھی دست گیری کے امین ۳۔ بقول مجید امجدؔ ؎

ایک بوسیدہ خمیدہ پیڑ کا کمزور ہاتھ   سیکڑوں گرتے ہوؤں کی دست گیری کا امین

درخت انسانوں اور حیوانوں کی غذائی ضروریات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ چرند پرند اور متعدد حیوانات کا مسکن بھی ہیں اور ادویات کا مخزن بھی۔ ادویہ کے لیے ان کی چھال، پتے، بیج، پھول اور پھل سب استعمال ہوتے ہیں۔ یہ درخت ہی ہیں جو لاکھوں برس عمل کے بعد کوئلہ میں تبدیل ہو کر توانائی کا وسیلہ بنتے ہیں۔ یہ اپنے ہر رنگ اور ہر صورت میں انسانوں اور جانوروں کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔

شجر کاری، باغات اور جنگلات کی اہمیت و ضرورت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے، جب ہمارے چاروں طرف آلودگی بسیرا ڈالے ہو، صاف و شفاف ہوا کے لیے جسم ترستا ہو اور زہر آلود ہوائیں نسلِ انسانی کو گھُن کی طرح کھا رہی ہوں۔ دورِ جدید کی سائنس اور ٹکنالوجی نے جہاں انسان کی سہولت و آسانی کے لیے لامحدود وان گنت وسائل مہیا کیے ہیں، زندگی کے مختلف شعبہ جات میں انسان کو بامِ عروج پر پہنچا دیا ہے، وہیں اس کے لیے مختلف بیماریوں اور آفات کے سامان بھی فراہم کر دیے ہیں۔ صنعتی ترقی کے اس دور میں ہر طرف آلودگی چھائی ہوئی ہے۔ ہوا، پانی اور زمین پر دیگر حیاتیات اپنی خصوصیات کھو رہی ہیں اور ان کی بقا کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ فضائی آلودگی، آبی آلودگی، زمینی آلودگی، صوتی آلودگی، سمندری آلودگی، تیزی سے بڑھتی ہوئی فیکٹریاں، سڑکوں پر گاڑیوں کی قطاریں، فضائی و بحری جہازوں کا دھواں، مختلف صنعتوں کے فضلات سے مسئلہ مزید پیچیدہ ہوتا جا رہا ہے۔

درختوں کے گھنے جنگل کو قدرتی ''سک'' (Suck) کہا جاتا ہے، جو آس پاس کی کاربن اور زہریلی گیسوں کو چوس لیتے ہیں۔ پہاڑوں پر پھیلے جنگلات لینڈ سلائیڈنگ کے خلاف مضبوط حصار ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ لینڈ سلائیڈنگ سے ہر سال کافی تعداد میں پہاڑی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی موت ہو جاتی ہے۔ یہ بارشوں کا بہت بڑا وسیلہ ہیں، جن سے دھرتی کی آبیاری ہوتی ہے۔ یہی بارشیں موسمی اعتدال کا باعث بنتی ہیں۔ خالقِ کائنات نے مخلوقات اور دیگر مظاہر کائنات کی تخلیق کو اس طرح مربوط کیا ہے کہ یہ سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری ہے۔ اس نے انسان کو نباتات کے پھلنے پھولنے کا ذریعہ بنایا ہے، جس کی وجہ سے فضا میں توازن قائم ہے، لیکن اگر اس میں کسی طرح کی مداخلت کی جائے تو توازن میں خلل پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے براہ راست نقصانات انسانوں اور دیگر مخلوقات کو بھگتنا پڑتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ جہاں فضائی آلودگی اپنے پر پھیلاتی جا رہی ہے، وہیں اس کے علاج کی دوا یعنی جنگلات کی کٹائی انسان کی خود غرضی و مفاد پرستی کی تلوار سے بڑی بے رحمی سے جاری ہے، اور صورتحال بھی یہی بتاتی ہے کہ جنگلات کی بے رحمی سے کٹائی ہمیں آنے والے کچھ برسوں میں سدا بہار درختوں سے محروم کر دے گی۔ ہمارے ملک میں جنگلوں کا تناسب عالمی معیار سے بہت کم ہے۔ سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ گلوبل وارمنگ اور بے تحاشا بڑھتے درجۂ حرارت کو اگر روکنا چاہتے ہیں تو کل کے بجائے آج ہی اپنے گھروں، محلوں اور ملکوں میں شجر کاری کا عمل شروع کرنا ہوگا۔ شجر کاری کے عمل کو منظم طریقے سے کامیاب بنا کر انسانی آبادی کو اس عذاب سے بچایا جا سکتا ہے۔ سائنسی تحقیقات نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اگر گلوبل وارمنگ روکا نہیں گیا تو روئے زمین پر انسانوں کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۴۔ گلوبل وارمنگ کے تدارک کے بہت سارے طریقے ماہرین حیاتیات نے بتائے ہیں، جن میں سے ایک شجر کاری بھی ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ دیگر افراد و ممالک کی طرح ہم بھی اس عذاب میں مبتلا ہو جائیں، اس کے تدارک کی کوششیں شروع کر دینی چاہیے۔ بہت سے ممالک نے درخت لگانے کی شرح کو بڑھانے پر توجہ دینا شروع کر دیا ہے، تاکہ زمین کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ جگہ بنایا جا سکے۔ ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنے اور اس کے تحفظ کے لیے ایک جامع نقطۂ نظر رکھنے کے ارادے کے ساتھ ہندوستان کئی اقدامات کر رہا ہے۔ قومی مشن برائے ''گرین انڈیا'' آب و ہوا کی تبدیلی کے قومی ایکشن پلان کے تحت آٹھ مشنوں میں سے ایک ہے، جسے موسمیاتی تبدیلی کے خطرات سے ملک کے حیاتیاتی وسائل اور اس سے منسلک ذریعہ معاش کے تحفظ کے لیے شروع کیا گیا ہے۔ اس کا مقصد ہندوستان کے جنگلات کی حفاظت، بحالی اور اضافہ کرنا اور موسمیاتی تبدیلیوں پر ردِّ عمل ظاہر کرنا ہے، جس سے ماحولیاتی استحکام، حیاتیاتی تنوع کے تحفظ اور قوم کے لیے خوراک، پانی اور ذریعہ معاش کے تحفظ پر جنگلات کے اہم اثرات کو تسلیم کیا جا سکے۵۔ آج ہم جس وسیع و عریض دنیا میں زندگی گزار رہے ہیں، یہ درختوں اور پیڑوں سے گھری ہوئی ہے۔ ان پودوں اور درختوں کے بغیر زندگی کا تصور محال ہے۔ ہم انھیں کھاتے ہیں، پہنتے ہیں، اپنے چوپایوں کو کھلاتے ہیں اور گھروں کی تعمیر میں ان کا استعمال کرتے ہیں۔ بیماریوں کے علاج سے لے کر گھر کی آرائش و جمال اور دوست احباب کو تحائف دینے تک میں ہم ان کا استعمال کرتے ہیں۔ ایک قدیم روایت ہے کہ اہل شام ایک دوسرے کے گھر جاتے ہیں تو تحفے میں پودے لے جاتے ہیں۔ اس سے وہاں کے لوگوں میں ماحولیات کے تعلق سے بیداری اور اس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ لندن میں ایک عمارت ''Sky Garden'' کے نام سے مشہور ہے، اس کی چھت پر پودوں کے دلکش مناظر کو دیکھنے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ لندن کے ہی ''کیو گارڈن'' میں انواع و اقسام کے درخت محفوظ کیے گئے ہیں، جنھیں یونیسکو (UNESCO) نے عالمی وِرثہ قرار دیا ہے۶۔ پودوں کی اہمیت اور ان کے فوائد کو دیکھتے ہوئے کئی ممالک میں ان پر ریسرچ جاری ہے۔ برطانیہ میں قائم ''بوٹینیکل گارڈن'' (Botanical Garden) میں محققین پودوں کی ایسی خاصیت تلاش کر رہے ہیں، جن سے انسانی زندگی بہتر ہو سکے۔ پودوں کی مدد سے خشک سالی، سیلاب اور جنگل کی آگ سے نمٹنے کی کوششیں جاری ہیں۷۔ گویا پودوں کی مدد سے حیاتِ نوع کی تلاش میں ماہرین حیاتیات لگاتار کوشاں ہیں۔

اسلام امن و آشتی کا مذہب ہے۔ یہ زندگی کو تحفظ دیتا ہے۔ اس مذہب میں شجر کاری کی بڑی اہمیت ہے اور اسے صدقۂ جاریہ قرار دی گئی ہے۔ موجودہ سائنس شجر کاری کی جس اہمیت و افادیت کی تحقیق کر رہی ہے، قرآن و احادیث چودہ سو سال قبل ہی آگاہ کر دیا تھا۔ قرآن کریم میں مختلف

حوالے سے شجر کا ذکر آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دورِ اقتدار میں باغبانی اور شجر کاری میں گہری دلچسپی دکھائی ہے۔ اسے علوم وفنون کی شکل دی اور پوری دنیا میں فروغ دیا۔ زندہ قومیں اپنے مشاہیر سے وابستہ درختوں کو یوں بھی محفوظ کرتی ہیں۔ جس درخت کے نیچے مشہور سائنس داں نیوٹن نے کششِ ثقل کا اصول دریافت کیا تھا، مرورِ زمانہ سے وہ درخت سوکھ گیا، لیکن کیمبرج یونیورسٹی نے وہاں ایک نیا درخت لگا کر نشانی کے طور پر محفوظ کرلیا۔

شجر کاری قدیم زمانے سے ہی ایک اہم شعبہ رہا ہے، جس میں وقت کے ساتھ شجر کاری کے لیے جدید مشینریوں نے آسانیاں پیدا کردی۔ آج ہمارے لیے درخت لگانا مشکل نہیں ہے، البتہ یہ جاننا ضروری ہے کہ کب، کہاں اور کیسے بہتر پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہمیں موسمی حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ماحول دوست سرمایہ کاری کرنی ہوگی۔ قومی اثاثے کی حیثیت سے جنگلات اور پیڑ پودوں کی حفاظت کی ذمہ داری لینی ہوگی۔ سوشل میڈیا، سیمیناروں اور ورک شاپ کے ذریعہ عوام میں ماحولیاتی بیداری کی مہم چلانی ہوگی۔ اگر ہمیں اپنی صحت اور زندگی سے محبت ہے تو پودوں سے لازماً محبت کرنی ہوگی اور نئے اشجار لگا کر حب الوطنی اور ماحول دوستی کا ثبوت دینا ہوگا۔ اگر اب بھی ہم اس طرف سے غافل رہے تو وہ دن دور نہیں جب پانی کی بوتلوں کی طرح آکسیجن کے سلنڈر ہماری پشت پر لٹکے ہوں گے۔

مٹی، پانی اور ہوا تین ایسے وسائل ہیں، جن پر سبھی جانداروں کی زندگی کا انحصار ہے۔ ہوا کی غیر موجودگی میں زندگی کا تصور بھی ممکن نہیں۔ سانس لینے کے لیے اور غذا سے توانائی حاصل کرنے کے لیے آکسیجن ضروری ہے، نیز پروٹین، DNA اور بہت سی جسمانی عناصر کے بننے کے لیے نائٹروجن کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ تمام عناصر ہمیں فضا یعنی ہوا سے حاصل ہوتی ہے۔ درخت لگانے سے صاف ہوا اور آکسیجن کی سطح بڑھانے اور فضائی آلودگی اور دیگر زہریلی گیسوں کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ پودوں میں کاربن ڈائی اکسائڈ (CO_2) لینے اور آکسیجن دینے کا ایک مستقل اور مکمل چکر (Cycle) ہے، جسے ہم Recycling کہتے ہیں۔ جتنے زیادہ درخت لگائیں گے، فضا میں موجود کاربن ڈائی اکسائڈ کی مقدار کم ہوگی اور ہوا اتنی ہی صاف ہوگی۔ پودوں میں قدرتی طور پر گندے پانی کو فلٹر (Filter) کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اس طرح درخت لگانے سے ہوا کے ساتھ ساتھ پانی بھی صاف ہوگا، جو ہماری زندگی کے لیے بے حد ضروری ہے۔

پیڑ پودوں کی تعداد میں لگاتار ہو رہی کمی کی وجہ سے درجۂ حرارت میں مسلسل اتار چڑھاؤ آرہا ہے، جس کا انسانی زندگی پر منفی اثر پڑ رہا ہے۔ طرح طرح کی جان لیوا بیماریاں اور خطرناک قسم کے جراثیم پیدا ہو رہے ہیں۔ صاف ہوا کی کمی کے باعث انسان کی قوت مدافعت متاثر ہو رہی ہے۔ ملک کے کچھ حصوں میں آکسیجن کی کمی اور فضائی آلودگی کے سبب سانس کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ ایسے میں شجر کاری زمین اور فضا کو آلودگی سے بچانے کی کلید ہے۔ ماہرین طب کے مطابق، پودے چاہے درختوں کی شکل میں گھر کے باہر ہوں یا چھوٹے گملوں میں گھر کے اندر، یہ دماغی صحت پر بڑے اچھے اور خوشگوار اثرات ڈالتے ہیں۔ پودے ہمارے دل و دماغ کو فرحت وشادگی بخشتے ہیں۔ ذہنی دباؤ کو کم کرنے اور تخلیقی صلاحیتوں میں اضافہ کرنے میں بے حد معاون ہیں۔ ماہرین کے مطابق، اگر ہم کوئی تخلیقی کام کرنا چاہتے ہیں تو پودوں کے قریب بیٹھ کر کریں، اس سے تخلیقی کارکردگی بہتر ہوگی۔ گھر میں موجود پودے گھر کی ہوا کے معیار کو نہ صرف بہتر بناتے ہیں، بلکہ ہوا میں نمی کے تناسب کو برقرار رکھنے میں بھی معاون ہیں۔

ایک ریسرچ کے مطابق، ایک اسپتال میں مریضوں کے قریب پودے رکھے گئے، جن کے قریب پودے تھے، ان مریضوں نے درد کش دواؤں کا کم استعمال کیا بہ نسبت ان مریضوں کے جن کے قریب پودے نہیں رکھے گئے تھے ۸۔ اچھی صحت اور اچھے ماحول کی تشکیل کے لیے پودوں کو ضروری قرار دیتے ہوئے ماہر ماحولیات ڈاکٹر بدر الدّجیٰ ۹ کہتے ہیں،

''یہ ضروری نہیں کہ ''یوم ماحولیات'' (World Environment Day) پر ہی اس جانب توجہ دی جائے بلکہ یہ دن تو صرف اس لیے ہے، تاکہ ہم اس کو نہ بھولیں، اور کم از کم ایک دن ہم اس جانب پوری طرح سے متوجہ ہو جائیں۔ آج ماحولیات کی تباہی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ لوگوں کو دروازے، کرسی اور میز تو لکڑی کی چاہیے مگر پودے لگانا وہ ضروری نہیں سمجھتے۔ ہمیں اس سوچ میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے'' ۱۰۔

غور کرنے کی بات ہے کہ، کیا ماحولیات کے تئیں ہم اپنی سوچ میں تبدیلی لانے کے لیے آمادہ نظر آتے ہیں؟ شاید نہیں۔ حالیہ مطالعات سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ وسیع پیمانے پر شہر کاری، قدرتی نباتات پر مشتمل جنگلوں کی کٹائی، اور بدلتے ہوئے ماحولیاتی حالات، خطہ کے لیے بڑا خطرہ بن گئے ہیں۔ نتیجے کے طور پر بہت سی دواؤں اور تجارتی لحاظ سے اہم پودوں کے انواع واقسام معدوم ہونے کے دہانے پر پہنچ گئے ہیں۔[۱۱]

آج کا انسان جس صنعتی دنیا کی تعمیر میں منہمک ہے، وہ محض مصنوعی چمک دمک، نفع ونقصان اور سُراب کے سوا کچھ نہیں۔ سائنسی ایجادات کا غلط استعمال، محکمۂ ترقی وانسانی وسائل کے غیر دانشمندانہ منصوبے، دور اندیشی کی کمی، ایٹمی اور کیمیائی تکنیک کے غیر ذمہ دارانہ استعمال نے زمین کی اندرونی اور باہری فضا کو اس قدر آلودہ کر دیا ہے کہ جغرافیائی اعتبار سے اس کی کوکھ کھلی ہوگئی ہے۔ موسموں کا مزاج بدل گیا ہے، گلیشیر کے لگاتار پگھلنے سے سمندری طوفانوں اور زلزلوں میں اضافہ ہوگیا ہے۔[۱۲] تیزی سے بدلتے ماحولیاتی حالات اور فضائی آلودگی کے سبب تمام ذی روحوں کے سامنے جس طرح کے مسائل درپیش ہیں، اسے افسانہ نگار بھی اچھوتے نہیں رہے۔ اور بیشتر افسانہ نگاروں نے ماحولیات کے موضوع کو مرکزیت کے ساتھ اپنے افسانوں میں پیش کیا ہے۔ ذکیہ مشہدی کا افسانہ ''بھیڑیے سیکولر تھے'' میں ایک معمر شخص، اللہ دیا، سرکاری ٹیم سے کہتے ہیں: ''جنگل کٹ رہے ہیں، گاؤں اندر ہی اندر جنگل میں رینگتا جا رہا ہے۔ بھیڑ پہلے اتنا بڑا کہاں تھا''۔ ڈاکٹر افشاں ملک افسانہ ''ندی، پہاڑ اور سیلاب'' میں بھی یہی سوال کرتی ہیں کہ، ''پیڑ نہ رہیں، دیواریں، منڈیریں اور چھتیں نہ رہیں تو کبوتر کہاں جائیں گے؟'' سلمیٰ جیلانی ''عشق پیچاں''، ترنم ریاض ''مجسمہ''، عینی علی ''کنول پوش تاجر'' وغیرہ افسانوں میں ماحولیات کے تعلق سے ان کی فکرمندی اور تشویش کو صاف طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے۔ مسعود اشعر کے افسانہ ''بچھڑے کا گیت'' میں درخت کو انسانی زندگی کی بنیادی قدروں کی ایک علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے، کیوں کہ یہ درخت ہی ہے جس سے بستی کی خوبصورتی قائم رہتی ہے اور یہی تیز دھوپ سے بچاتا بھی ہے، مگر درختوں کے کٹنے کا یہ عمل اس بنیادی قدر سے انسان کو محروم کر دیتا ہے۔ افسانہ ''دخمہ'' میں بیگ احساس اپنے پرانے شہر کو نئے شہر میں تبدیل ہوتے ہوئے نہیں دیکھ رہے بلکہ پرانے شہر کا ایکسٹینشن ہے، جو ترقی کے نام پر اپنی قدریں اور ماحولیات کو آلودہ کرنے کا درد اپنے افسانوں میں سمیٹ کر آج کا المیہ پیش کر رہے ہیں۔ ان کے علاوہ زاہدہ حنا، نگار عظیم، ثروت خان، کوثر جمالی، انجم قدوائی، شاہین کاظمی، نسترن فتیحی، ناحید اختر اور بعض دوسرے افسانہ نگاروں نے ماحولیات پر عمدہ افسانے لکھ کر اس طرز فکر کو عام کیا ہے۔[۱۳] اور اس اہم مسائل کی جانب قارئین کی توجہ مبذول کرنے کی کوشش کی ہے۔ افسانے کی دنیا میں اسے ایک اہم پیش رفت قرار دیا جاسکتا ہے۔

آج دنیا کو صاف وصحت بخش ماحولیات کی ضرورت ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم اپنے اردگرد درخت لگائیں اور شجر کاری کا کام احسن طریقے سے انجام دیں، کیوں کہ درخت لگانا سب سے اہم ماحولیاتی سرگرمیوں میں سے ایک ہے۔

حواشی

۱۔ Frank Lloyd Wright (1867-1959) was an American architect, writer and educator.

۲۔ ماحولیات: ایک تعارف — محمد اسرار الحق — ص: ۱۹

۳۔ ماہنامہ دختران اسلام — اگست ۲۰۲۱ء بعنوان: شجر کاری کی اہمیت — ص: ۲۶

۴۔ پریاورن اور وکاس — سبھاش شرما — ص: ۵۵

۵۔ ماہنامہ یوجنا، ''ہمارا ماحولیاتی نظام'' — اکتوبر ۲۰۲۲ء — ص: ۵

۶۔ ماہنامہ دختران اسلام — اگست ۲۰۲۱ء — ص: ۲۷

۷۔ اسلام اور شجر کاری — مولانا محمد طفیل احمد مصباحی — ص: ۱۲۵

۸۔ اسلام اور شجر کاری — مولانا محمد طفیل احمد مصباحی — ص: ۱۲۷

۹۔ استاذ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

۱۰۔ روزنامہ چوتھی دنیا جون ۲۰۱۸ء ص: ۱۲۷۔۱۲۸

۱۱۔ ماہنامہ یوجنا اکتوبر ۲۰۲۲ء ص: ۳۴

۱۲۔ سہ ماہی بھاشا سنگم جنوری تا جون ۲۰۲۲ء ص: ۱۴

۱۳۔ سہ ماہی بھاشا سنگم جنوری تا جون ۲۰۲۲ء ص: ۱۵